

مفوضہ
سجاعت اللہ

www.sirat-e-mustaqeem.net

پیغمبر اکرم ﷺ

مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي

جس نے میری سنت سے انحراف کیا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں

اتباع سنت رسول اللہ ﷺ

ہی

اصل دین ہے

بِراۓ رابطہ

محمد سہیل

۴- ڈی، ۱۲/۲، ناظم آباد نمبر ۴

کراچی

پاتھ اٹھا کر دے کرنا (اجتہاد علی و الفرائی)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ

(آل عمران - ۳۱-۳۲)

ترجمہ: اے نبی لوگوں سے کہہ دو اگر تم حقیقت میں اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی اختیار کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہاری خطاؤں سے درگزر فرمائیگا۔ وہ بڑا معاف کرنے والا اور رحم ہے۔ ان سے کہو کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو پھر اگر وہ ایسا نہ کریں تو یقیناً اللہ ایسے لوگوں سے ہرگز محبت نہیں کر سکتا جو کفر کی روش اختیار کریں۔ (آل عمران - آیت نمبر ۳۱-۳۲)

قارئین گرامی! اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں کو اللہ سے محبت کرنے کا طریقہ بتایا ہے اور وہ صحیح معنوں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہے چنانچہ فرمایا کہ لوگو تم اپنے نبی کے مطیع بن جاؤ۔ یعنی جس کام کے کرنے کا جو طریقہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بتا دیا صرف اور صرف وہی طریقہ اختیار کرو۔ اگر تم لوگوں نے اپنے دماغ سے نئے طریقے اختراع کئے اور سوچا کہ یہ طریقے بڑے بابرکت اور با فضیلت ہیں تو تم اللہ کے قہر و غضب کا شکار ہو گے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہرگز ایسے لوگوں سے محبت نہیں کرتا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقہ سے ہٹ کر نئی راہ اختیار کریں۔

خلاصہ یہ ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں اللہ کی محبت ہے اور اللہ کی محبت ہی جنت میں داخلے کا ذریعہ۔ جس سے اللہ نے محبت نہ کی اور ساری دنیا اس کی ہو گئی پھر بھی اس شخص کو جہنم کی آگ سے کوئی نہ بچا سکے گا۔

ہم کو اس حدیث میں بھی یہی بات سمجھائی گئی ہے :-

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ أَتَقِي يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَتَى قِيْلَ وَمَنْ أَتَى قَالَ مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ ابَى

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری سب امت جنت میں داخل ہوگی مگر جس نے انکار کیا۔ پوچھا گیا کہ کس نے انکار کیا۔ فرمایا جس نے میری اطاعت کی جنت میں داخل ہوا اور جس نے نافرمانی کی تو اس نے انکار کیا۔

(بخاری بحوالہ مشکوٰۃ جلد اول باب الانتصام بالكتاب والسنن)

مالک بک کثارت نے ہماری ہدایت کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل فرمایا نبی علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے ان احکامات کو لفظ بہ لفظ تمام لوگوں کے سامنے بیان کرنے کے ساتھ ساتھ ان پر عمل کی صورت میں قیامت تک پیدا ہونے والے لوگوں کے لئے اپنی سنت کو مشعل راہ بنادیا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو بہترین نمونہ قرار دیا ہے اور تمام مسلمانوں کو اس کو اختیار کرنے کی ہدایت فرمائی۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب - ۲۱)

ترجمہ: درحقیقت تم لوگوں کے لئے اللہ کے رسول کی زندگی میں ایک بہترین نمونہ ہے۔ (سورۃ الاحزاب، آیت نمبر ۲۱)

گویا اللہ تعالیٰ نے اس بات کی تصدیق کر دی کہ جو لوگ اللہ کے رضا کے لئے بہترین عمل کی تلاش میں ہیں ان کے لئے نبی علیہ السلام کا عمل ہی بہترین ہے۔ اس سے بہتر عمل ممکن ہی نہیں۔ تو گویا ہم کو یہ سبق دیا جا رہا ہے کہ ہم اپنی آنکھوں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ایک عمل کا مشاہدہ کریں اور اسی کو اپنائیں اور بعد میں آنے والوں کے لئے گویا یہ حکم ہے کہ اگر تم اللہ کی نعمتوں سے مستفیض ہونا چاہتے ہو اور یہ چاہتے ہو کہ آخرت کی زندگی میں سرسبز و سرسبز رہو تو پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر عمل کو

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَكٌّ -

عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے
 چارے دین میں کوئی نئی بات نکالی جو اس میں نہ تھی وہ مردود ہے (یعنی اس
 کا عمل نامقبول ہے)

(بخاری و مسلم، بحوالہ مشکوٰۃ جلد اول، باب انعام بالحق بالسنۃ)
وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا عِدَّةُ
فَاتٍ خَيْرُ الْأَحْيَاءِ كِتَابُ اللَّهِ وَخَيْرُ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحَدَّثَاتُهَا وَكُلُّ يَدْعَةٍ ضَلَالَةٌ
جابر نے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عہد و ثنا کے بعد
فرمایا کہ بہترین راہ محمد کی ہے اور بدترین چیز بدعت ہے اور
بدعت گمراہی ہے۔

(ترمذی کی حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ ہر گز بھی اس کا انجام جہنم ہے)
(مسلم بحوالہ مشکوٰۃ جلد اول باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)
اب جو لوگ کسی بھی قسم کی بدعت کو کوئی بڑا کام نہیں سمجھتے وہ جان لیں کہ بدعت
کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے نفرت بھرے خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔
خلاصہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی بدعتی کام میں غوث ہو اور اس کو بار بار یہ
بایا جائے کہ یہ عمل نبی کی سنت ہے ثابت نہیں مگر وہ پھر بھی اس پر عمل پیرا رہے
تو وہ گویا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محنت کی اہمیت کا احساس نہیں رکھتا ایسا شخص نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے باہر رہی سمجھا جائے گا۔ البتہ وہ لوگ جن کو احساس

صحیح احادیث میں تلاش کرو اور اس کی پیروی کرو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے تم پر زندگی کے ہر پہلو کو واضح کر دیا۔ یعنی تم کو بتا دیا ہے کہ اللہ کے سامنے کیسے بھگنا ہے اس سے دعا کیے کرنی ہے، کھانا کیسے کھانا ہے پانی کیسے پینا ہے، ماں باپ کا حق کیا ہے، بیوی کے ساتھ کیسے رہنا ہے اولاد کی پرورش کیسے کرنی ہے۔ رزق حاصل کرنے کے کون کون سے ذرائع ہیں۔ کوئی مرنے والے تو اس کے لئے کیسے دعا کرنی ہے۔ اس کو کیسے دفنانا ہے اور ہم پر یہ بھی واضح کر دیا گیا ہے کہ جس شخص کے اعمال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق ہوں گے وہ جنت میں ان کا سامنے بنے گا اور اگر کوئی اپنی طرف سے کسی عمل کو اختیار کرتا ہے تو گویا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے باہر ہو اور جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے باہر ہو اس کا ٹھکانہ جہنم ہونی لگے گا علاوہ کچھ نہیں۔

اوپر تحریر کی گئی قرآنی آیات و احادیث سے مندرجہ ذیل نکات واضح ہوتے ہیں:

۱: اگر کوئی شخص اپنے عقائد کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے سے آراستہ کر لیتا ہے اور پھر اپنے عمل کو بھی آپ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق ڈھالنے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے تو وہ شخص مومن کہلائے گا اور جنت کا حقدار بھی سمجھا جائے۔

۲: کوئی فکر تو کیسا ہی محتجبِ رسولؐ کا دعویٰ رہی لیکن اگر وہ کوئی ایسا کام کرتا ہے جس کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے یا جس پر آپؐ کا عمل نہ ملتا ہو تو وہ مومن نہیں ہو سکتا بلکہ وہ علما سنت کا انکاری ہے۔ اب اگر وہ زبان سے بھی کبھی سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرے تو وہ کفر کا متحجب ہو گا۔

معلوم ہونا چاہیے کہ اگر کوئی شخص عبادت کے طرز پر کوئی ایسا عمل کرے جس کا ثبوت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مابیت طبرہ سے نہ ملتا ہو تو وہ بدعت کہلاتا ہے بدعت کا مطلب ہوتا ہے دین میں کسی نئی چیز کا ایجاد کرنا اس عمل کو کرنے والا بدعتی کہلاتا

ہو جائے اور وہ توبہ کر کے اپنے عمل کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق کر لیں تو یقیناً وہ نفاق پا جانے والوں میں سے ہیں۔

آج ہمارے معاشرے میں کتنے ہی ایسے کام ہیں جو ہم باعثِ ثواب سمجھ کر کر رہے ہیں مگر درحقیقت وہ بدعت ہیں۔ فی الوقت ہم سولہ زیر بحث لارہے ہیں وہ یہ ہے کہ:

”فرض نماز کے بعد پلٹہ اٹھا کر انفرادی یا اجتماعی دعا کرنا“

یہ عمل ہمارے معاشرے میں بہت زیادہ عام ہے ہر فرض نماز کے بعد لوگ یہ عمل کرتے ہیں اور اس کو بہت زیادہ باعثِ ثواب و فضیلت سمجھتے ہیں اور ایسا نہ کرنے والے کو ثواب و دعا سے محروم سمجھتے ہیں۔

آئیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں تلاش کرتے ہیں کہ آپ فرض نماز کے بعد کیا کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۱:

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ ؓ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَلَّمَ قَامَ النِّسَاءُ حِينَ يَقْضِي سَلَامَهُ وَيَبْكُنَّ هُوَ فِي مَقَامِهِ يَسِيرًا قَبْلَ أَنْ يَقُومَ قَالَ زَهْرَى وَاللَّهِ أَغْلَمَ أَنَّ ذَلِكَ لَكَی تَنْصَرِفَ النِّسَاءُ قَبْلَ أَنْ يَذْرُوهُنَّ مِنَ الزَّجَالِ۔

ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سلام پھیرتے تھے تو آپ کے سلام پھیرنے ہی عورتیں اٹھ کے کھڑی ہوتیں تھیں اور آپ اٹھنے سے پہلے اپنی جگہ تھوڑی دیر ٹھہر جاتے تھے۔ زہری جو اس حدیث کے راوی ہیں کہتے ہیں کہ ”نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ٹھہرنا اس لئے تھا کہ عورت اور مرد ایک ساتھ نہ مل جائیں“

(بخاری جلد اول۔ باب صلوٰۃ النساء خلف الرجال)

حدیث نمبر ۲:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ كُنْتُ أَعْرِفُ انْقِصَاءَ صَلَوةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالتَّكْبِيرِ۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں پہچانتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے اختتام کو آپ کے اللہ اکبر کہنے سے۔

(بخاری مؤلف۔ بحوالہ مشکوٰۃ جلد اول باب الذكر بعد الصلوٰۃ)

حدیث نمبر ۳:

وَعَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَلَّمَ لَمْ يَقْعُدْ إِلَّا وَقَدْ أَرَادَ يَقُولُ اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کا سلام پھیرتے نہ بیٹھتے مگر اس قدر کہتے اَللّٰهُمَّ سے آخر تک یعنی یا اللہ تو سب عیبوں سے سالم ہے اور تجھ ہی سے سلامتی ہے یعنی تمام عالم کی اور اسے بزرگی اور عزت والے تو ثری برکت والا ہے اور ابن نمیر کی روایت میں یا ذا الجلال ہے (مسلم بحوالہ مشکوٰۃ جلد اول باب الذكر بعد الصلوٰۃ)

حدیث نمبر ۴:

وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَصَرَ مِنْ صَلَوةٍ اسْتَغْفَرَ ثَلَاثًا وَقَالَ اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ۔

ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سلام پھیرتے تو تین بار استغفار کرتے تھے اور پھر کہتے تھے یا اللہ تو سلام ہے تجھ ہی سے سلامتی ہے بابرکت، تو نے صاحبِ بزرگی اور بخشش (مسلم بحوالہ مشکوٰۃ باب الذكر بعد الصلوٰۃ)

حدیث نمبر ۵:

وَعَنْ مُغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطَى لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ.

مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر فرض نماز کے بعد یہ کہتے تھے کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے جو اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اقتدار صرف اسی کا ہے اور تمام تعریف اسی کے لئے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اے اللہ جس کو تو عطا فرمائے اس کو کوئی مانع نہیں ہو سکتا اور جس کو تو روک دے اس کو کوئی عطا نہیں کر سکتا اور کسی بزرگی والے کی بزرگی تیرے مقابلے میں اس کو فائدہ نہیں دے سکتی۔

(بخاری و مسلم بحوالہ مشکوٰۃ، جلد اول باب نماز کے بعد ذکر)

اس کے علاوہ مختلف احادیث سے فرض نماز کے بعد سبحان اللہ، الحمد للہ،

اللہ اکبر کے اذکار بھی ثابت ہیں۔

اوپر تحریر کی گئی پانچوں احادیث سے کہیں بھی ہاتھ اٹھا کر انفرادی اور اجتماعی دُعا مانگنا ثابت نہیں ہوتا بلکہ سلام پھیرنے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف اذکار سامنے آتے ہیں اور پتہ چلتا ہے کہ آپ امت کی جگہ سے ہٹ جایا کرتے تھے۔ آئیے اب جوگو کی نماز کی بابت احادیث پر نگاہ ڈالتے ہیں۔

حدیث نمبر ۶:

عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ فِي الْجُمُعَةِ لَسَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللَّهَ فِيهَا خَيْرًا إِلَّا أُعْطِيَ

أَعْلَاهُ إِلَّا هُوَ (مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ) وَزَادَ مُسْلِمٌ قَالَ وَهِيَ سَاعَةٌ عَفِيفَةٌ وَفِي رِوَايَةٍ لَهَا قَالَ إِنَّ فِي الْجُمُعَةِ لَسَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا مُسْلِمٌ قَائِمٌ يُسْأَلُ يَسْأَلُ اللَّهَ خَيْرًا إِلَّا أُعْطِيَ إِلَّا هُوَ.

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ شک جمعہ میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ کوئی مسلمان بندہ اس کو نہیں پاتا کہ اللہ سے اس میں بھلائی کا سوال کرے مگر اللہ تعالیٰ اس کو وہ دے دیتا ہے۔

(متفق علیہ) مسلم نے اضافہ کیا کہ وہ گھڑی بہت خفیف ہے۔ ایک ایسی گھڑی ہے کہ جمعہ کے دن میں ایک گھڑی ہے کہ جب ایک مسلمان کھڑا نماز پڑھ رہا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے خیر کا سوال کرتا ہے تو وہ اس کو عطا فرما دیتا ہے۔

(بخاری و مسلم بحوالہ مشکوٰۃ، جلد اول باب الجمعة)

حدیث نمبر ۷:

عَنْ أَبِي مُرَّةٍ بَنِي مُوسَى قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي شَأْنِ سَاعَةِ الْجُمُعَةِ هِيَ مَا بَيْنَ أَنْ يَجْلِسَ الْإِمَامُ إِلَى أَنْ تَقْضَى الصَّلَاةُ.

ابو مرہ بن ابی موسیٰ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جمعہ کی وہ گھڑی امام کے منبر پر بیٹھنے سے نماز پڑھی جانے تک ہے۔

(مسلم بحوالہ مشکوٰۃ، جلد اول باب الجمعة)

حدیث نمبر ۸:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اغْتَسَلَ ثَمَّ إِلَى الْجُمُعَةِ فَصَلَّى مَا قَدَرَهُ ثُمَّ انْصَبَ حَتَّى يَفْرَغَ الْإِيمَانُ مِنْ حُطْبَتِهِ ثُمَّ يَصَلِّي مَعَ غَيْرِ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ

الْجُمُعَةِ الْمُبَارَكَةِ وَفَضَّلُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ -

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے غسل کیا پھر جمعہ کے لئے آیا، نماز پڑھی جس قدر اس کے لیے مقدّمی پھر چپ رہا یہاں تک کہ امام اپنے خطبہ سے فارغ ہو پھر اس کے ساتھ نماز پڑھی اس کے وہ گناہ بخش دیتے جاتے ہیں جو اس نے اس جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیان کیے اور زیادہ تین دن کے۔

(مسلم بحوالہ مشکوٰۃ، جلد اول باب التَّطَيُّفِ وَالْتِكْبِيرِ)

ان احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کے دن مقبولیت کی ایک ساعت ہوتی ہے جس میں دُعا کرنے والے کی دُعا قبول ہوتی ہے۔ اس سے ہاتھ اٹھا کر دُعا مانگنے کا جواز نہیں ملتا، یہ محض مغفطہ آرائی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی فرما رہے ہیں کہ اس شخص کے گناہ اس وقت بخشے جائیں گے جب وہ امام کے ساتھ مل کر نماز پڑھے۔ یہ نہیں کہا کہ ہاتھ اٹھا کر دُعا مانگنے کے بعد وہ گناہ بخشے جائیں گے۔

آئیے عیدین کے موقع کی احادیث کا مطالعہ کریں :

حدیث نمبر ۹ :

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى إِلَى الْمُصَلَّى قَائِلًا شَيْئٌ يَبْدَأُ بِهِ الصَّلَاةُ ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَيَقُومُ مَقَابِلَ النَّاسِ وَالنَّاسُ جُلُوسٌ عَلَى صُفُوفِهِمْ فَيُعْطُهُمْ وَيُؤَيِّدُهُمْ وَيَأْمُرُهُمْ وَإِنْ كَانَ يَرِيدُ أَنْ يَقْطَعَ بَعْثًا قَطَعَهُ أَوْ يَأْمُرَ شَيْئًا أَمَرَهُ ثُمَّ يَنْصَرِفُ -

ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر اور عید

قربان کے دن عید گاہ کی طرف نکلنے سے پہلے نماز پڑھتے پھر لوگوں کی طرف رخ کر کے کھڑے ہوتے اور لوگ اپنی صفوں میں بیٹھ رہتے، ان کو وعظ فرماتے اور حکم فرماتے اور اگر کوئی لشکر بھیجنا چاہتے بھیجے یا کسی چیز کا حکم فرما، ہر حکم فرماتے پھر واپس چلے جاتے۔

(بخاری و مسلم بحوالہ مشکوٰۃ، جلد اول باب الصلوة العیدین)

حدیث نمبر ۱۰ :

وَسُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَشْهَدُكَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِيدَ قَالَ نَعَمْ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى ثُمَّ خَطَبَ وَلَمْ يَذْكُرْ إِذَا نَا وَلَا إِقَامَةً ثُمَّ آتَى النِّسَاءَ فَوَعظَهُنَّ وَذَكَرَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَرَأَيْنَهُنَّ يَهْرَوْنَ إِلَى أَذَانِهِمْ وَكُلُو قِهْنٍ يَدْفَعْنَ إِلَى بِلَالٍ ثَعْرًا تَقَعُ هُوَ وَيَلَالُ إِلَى بَيْتِهِ -

ابن عباس سے سوال کیا گیا کہ تم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید کی نماز پڑھی۔ کہا ہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نکلے، عید کی نماز پڑھی، پھر خطبہ دیا اور اذان اور تکبیر کا ذکر نہ کیا۔ پھر عورتوں کے پاس آئے، ان کو نصیحت کی اور احکام دین یا دلائے اور صدقہ کا حکم دیا۔ میں نے ان کو دیکھا کہ اپنے کانوں اور گلوں کی طرف ہاتھ دراز ہوئے اور اپنا زیور ہلال نکال دیتی تھیں۔ پھر آپ اور بلالؓ گھر کی طرف چلے گئے۔

(بخاری و مسلم بحوالہ مشکوٰۃ، جلد اول باب الصلوة العیدین)

اب بتائیے کہ پورے سال میں صرف دو ہی مرتبہ یہ مبارک مواقع آتے ہیں مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ میں سے کسی نے بھی ہاتھ اٹھا کر اجتماع دُعا نہیں فرمائی۔ حالانکہ اگر کام اتنا ہی باعث فضیلت ہوتا ہے تو کم از کم سال کے ان دو دنوں میں تو فرما دیا جاتا۔

اس کے بعد غزوہ بدر کے موقع پر دُعا مانگنے کی جو حدیث ملتی ہے وہ
مسند درج ذیل ہے :

حدیث نمبر ۱۱ :

عَنْ أَبِي عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ
بَدْرٍ اللَّهُمَّ أَنْشُدْكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ اللَّهُمَّ إِنِّي شِئْتُ
لَوْ تَعْبُدُ فَأَخَذَ أَبُو بَكْرٍ يَدِي فَقَالَ حَسْبُكَ فَخَرَجَ وَهُوَ
يَقُولُ سُبْحَانَ الْجَمْعِ وَيُؤَكِّدُونَ الدُّبِيرَ -

عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر
کے دن کہا یا اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو اپنا وعدہ پورا فرما۔ یا اللہ
اگر تو چاہتا ہے کہ ہم پر کافر غالب آجائیں تو پھر زمین میں تیری عبادت نہ
ہوگی ابھی آپ نے اتنا ہی فرمایا تھا کہ ابو بکرؓ نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور
عرض کیا یا رسول اللہ! بس کریں۔ اس کے بعد آپ یہ کہتے ہوئے تشریف
لائے عنقریب کافر شکست کھا لیں اور پیچھے ہٹیں گے۔

(بخاری جلد دوم کتاب المغازی)

اب ذرا غور فرمائیے کہ مسلمانوں پر کس قدر شدید وقت آیا ہے مگر نبی صلی اللہ علیہ
وسلم اکیلے اللہ تعالیٰ سے دُعا گوئیں اور صحابہ کرامؓ آپ کے ساتھ ہاتھ اٹھا کر آمین نہیں
کہہ رہے بلکہ ابو بکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شدت جذبات کے دوران آپ
کا ہاتھ پکڑ لیتے ہیں تاکہ آپ دُعا ختم نہ کریں۔

ملاحظہ فرمایا کہ فرض نماز کے بارے میں بُجہ کی نماز کے بارے میں، عیدین
کے موقع پر غزوہ کے وقت کی جو احادیث پیش کی گئی ہیں کیا کسی ایک حدیث سے بھی
ہاتھ اٹھا کر اور اجتماعی دُعا کا کوئی تصور ملتا ہے ؟ حقیقت یہ ہے کہ آپ کی تیس سالہ
نبوت کی زندگی کی ان بے شمار احادیث میں ایک بھی ایسی حدیث نہیں ملتی کہ آپ نے

یا صحابہ کرامؓ نے یا بعد میں تابعین یا تبع تابعین نے فرض نماز کے بعد کبھی بھی
ہاتھ اٹھا کر یا کسی موقع پر اجتماعی دُعا کی ہو، سوائے استسقاء کے۔ جیسا کہ بخاری و
مسلم کی روایت سے ثابت ہے اور جو آج کے خود ساختہ طریقے پر عمل کرنے والوں
کے لئے تازیانہ ہے۔

حدیث نمبر ۱۲ :

وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ
فِي شَيْءٍ مِنْ دُعَائِهِ إِلَّا فِي الْإِسْتِسْقَاءِ فَإِنَّهُ يَرْفَعُ حَتَّى
يُرَى بَيَاضُ إِنْطِئَاءِ -

انسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں اٹھاتے تھے ہاتھ کسی
بھی دُعا میں مگر استسقاء میں۔ یہاں تک اٹھاتے کہ آپ کی انگلیوں کی
سفیدی دکھائی دیتی۔

(بخاری و مسلم بحوالہ مشکوٰۃ، جلد اول، باب الاستسقاء)

اب ماننے والوں کے لئے تو یہ حرف آخر ہے اور نہ ماننے والوں کے لئے
کچھ بھی نہیں جب یہ ساری احادیث لوگوں کے سامنے آتی ہیں تو بہت سے لوگ تو
مان لیتے ہیں مگر کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ”ہر عمل کا ایک طریقہ ہوتا ہے اور دُعا کا طریقہ
ہاتھ اٹھانا ہی ہے۔“

اب کوئی ان لوگوں سے پوچھے کہ تم جو یہ نماز پڑھتے ہو یہ کیا ہے ؟ نماز کا
ترجمہ سمجھ لیں پتہ چل جائے گا کہ ساری کی ساری نماز دُعا ہے۔ اور پھر اس کے بعد
ذرا اپنے روزمرہ کے معمولات پر غور کریں۔

صبح سو کر اٹھے۔ دُعا پڑھی :

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ -

اب بتائیں ہاتھ کہاں اٹھائے ؟

بیت الخلاء گئے دُعا پڑھی:
اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ

اب بتائیں لُتھ کہاں اُٹھائے؟

بیت الخلاء سے باہر نکلے دُعا پڑھی:

عَفِّرْنَاكَ

لُتھ کہاں اُٹھائے؟

پانی پینے اور کھانا شروع کرتے وقت دُعا کی:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لُتھ کہاں اُٹھائے؟

کھانا کھا کر دُعا پڑھی:

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ

لُتھ کہاں اُٹھائے؟

گھر سے نکلے دُعا پڑھی:

بِسْمِ اللَّهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

لُتھ کہاں اُٹھائے؟

سوار پر بیٹھے دُعا پڑھی:

اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرْنَا

هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِبِينَ وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ -

لُتھ کہاں اُٹھائے؟

اسی طرح مارے دن کے معمولات پر نگاہ ڈالئے۔ چھینک آئی ہے تو

الْحَمْدُ لِلَّهِ کہا، کسی نے پانی پلایا تو جَزَاكَ اللَّهُ خَيْرًا کہا، دن بھر اللہ

تعالیٰ سے یہی دُعا کرتے رہتے ہیں "یا اللہ رحم فرما"، مالک ہم کو مصیبت سے

بچالے۔ مگر ان دُعاؤں میں کوئی بھی لُتھ نہیں اُٹھاتا، بلکہ یہ دُعا میں بیٹھے،

لیٹے ہمارے مُرنے سے خود بخود نکلتی ہیں۔ بستر پر پڑا مریض کراہ کر اللہ تعالیٰ سے

دُعا میں کر رہا ہوتا ہے گردن لُتھ اُٹھانے کا کوئی تقصیر نہیں مگر یہی شخص مسجد میں

جائے گا تو وہاں لُتھ اُٹھائے بغیر دُعا کرنے کا اس کے نزدیک کوئی فائدہ نہیں۔

آئیے چند عبادت کا مطالعہ کریں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس وقت

اور کس طرح دُعا فرماتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۳:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

أَلَا إِنِّي نَهَيْتُ أَنْ أَقْرَأَ الْقُرْآنَ رَاكِعًا وَسَاجِدًا فَأَمَّا التَّكْوِيْعُ

فَعَزَلْتُمْ فِيهِ الرَّبَّ وَأَمَّا السُّجُودُ فَأَجْتَهِدُوا فِي الدُّعَاءِ

فَقِمْنَ أَنْ يَسْتَجَابَ لَكُمْ۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خبردار

میں منع کیا گیا ہوں کہ میں رکوع اور سجدہ کی حالت میں قرآن پڑھوں،

پس رکوع میں اپنے رب کی بڑائی بیان کرو اور سجدہ میں دُعا مانگتے

کی کوشش کرو پس لائق ہے کہ تمہارے لئے قبول کی جائے۔

(مسلم بحوالہ مشکوٰۃ، جلد اول باب الركوع)

حدیث نمبر ۱۴:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَقُولُ فِي سُجُودِهِ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي كُلَّهُ دِقَّةً وَجِلَّةً

وَأَوَّلَهُ وَأَخِيرَهُ وَعَلَانِيَةً وَسِرَّةً -

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سجدہ میں

فرماتے: اے اللہ میرے گناہ بخش دے سب چھوٹے بڑے،

پہلے اور پچھلے، ظاہر اور پوشیدہ۔

(مسلم بحوالہ مشکوٰۃ جلد ۱۱ باب فی فیہ الحجۃ)

حدیث نمبر ۱۵:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ فَكَبَّرَ وَاللَّعَاءُ الْبُورِيَّةُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ اپنے رب کے بہت قریب ہوتا ہے حال جب سجدہ میں ہے بہت کثرت سے دُعا کیا کہ سجدہ میں۔ (مسلم بحوالہ مشکوٰۃ باب فی فیہ الحجۃ)

حدیث نمبر ۱۶:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ كُنَّا إِذَا أَصَلَيْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا السَّلَامَ عَلَى اللَّهِ قَبْلَ عِبَادَةِ السَّلَامَ عَلَى جِبْرِيلَ السَّلَامَ عَلَى مِيكَائِيلَ السَّلَامَ عَلَى فَلَكَ فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبَلَ عَلَيْنَا وَجْهَهُ قَالَ لَا تَقُولُوا السَّلَامَ عَلَى اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّلَامُ فَإِذَا جَلَسَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَقُلِ التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ فَإِنَّهُ إِذَا قَالَ ذَلِكَ أَصَابَ كُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ثُمَّ يَتَخَيَّرُ مِنَ الدُّعَاءِ أَعْجَبَهُ الْيُوفِيْدُ عَوْهَ۔

عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ جس وقت ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تو کہتے تھے سلام ہے اللہ پر قبل اس کے کہ ہم کہیں کہ جبریل پر سلام ہے میکائیل پر اور فلاں پر سلام ہے پس جب کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اللہ پر سلام نہ کہو اس لئے کہ اللہ خود سلام ہے تو جب تم میں سے کوئی نماز میں بیٹھے پس چاہیے کہ کہے کہ واسطے اللہ کے ہی ہے تحیات اور بندگی بدن کی اور مال کی بھی۔ تم پر سلامتی ہے اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں اور سلام ہے ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر، پس بیشک جب نماز کی دُعا کہتا ہے تو اس کی برکت پہنچتی ہے ہر نیک بندے کو جو آسمانوں میں ہے اور زمین میں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود بل بندگی نہیں محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔ پھر چاہیے کہ جو دُعا اس کو پسند ہو اللہ سے مانگے۔ (بخاری و مسلم بحوالہ مشکوٰۃ جلد ۱۱ باب تشہد کا بیان)

حدیث نمبر ۱۷:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو فِي الصَّلَاةِ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ مَا كُنْتَ تَسْتَعِينُ مِنَ الْمَغْرَمِ فَقَالَ إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا غَرِمَ حَدَّثَ فَكَذَّبَ وَوَعَدَ فَخَلَفَ۔

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دعا مانگتے تھے نمازیں کہتے تھے یا الہی پناہ مانگتا ہوں تجھ سے عذاب قبر کی، پناہ مانگتا ہوں تجھ سے مسیح دجال کے قتل کی، پناہ مانگتا ہوں زندگی کے قتل سے اور موت کے قتل سے، اے اللہ پناہ مانگتا ہوں تجھ سے گناہوں اور قرض سے۔ تو ایک پوچھنے والے نے کہا کہ کیا وجہ ہے کہ آپ قرض سے بہت پناہ

مانگتے ہیں، فرمایا جس وقت آدمی قرض دار ہوتا ہے تو بات کرتا ہے
مجھوٹ بولتا ہے اور وعدہ کرتا ہے اور خلاف کرتا ہے۔

(بخاری و مسلم بحوالہ مشکوٰۃ جلد اول باب تشہد میں دُعا)

حدیث نمبر ۱۸:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِذَا فَرَغَ أَحَدُكُمْ مِنَ التَّشَهُّدِ الْأَخِيرِ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللَّوْنِ
الرَّابِعِ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ
الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ -

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس
وقت تم فارغ ہوؤم میں سے کوئی آخری تشہد سے دوچار ہو جائے کہ پتہ
مانگے اللہ کے ساتھ چار چیزوں سے دوزخ کے عذاب سے، قبر کے
عذاب سے، زندگی اور موت کے فتنے سے اور مسیح الدجال کے فتنے
سے۔ (مسلم بحوالہ مشکوٰۃ جلد اول باب الدعاء فی التشہد)

حدیث نمبر ۱۹:

عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِمَنِي دَعَاءٌ أَدْعُو بِهِ فِي صَلَاتِي قَالَ قُلِ الْأَمْرُ إِنِّي
ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ
فَاغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ
الرَّحِيمُ -

ابو بکر صدیقؓ سے روایت ہے کہ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ مجھے کوئی ایسی
دُعا سکھائیں کہ میں اس کو مانگوں اپنی نماز میں، فرمایا کہ یا ابی بکر! میں نے
اپنے نفس پر بہت اور نہیں سخت لگا ہوں کہ کوئی گرتو۔ پس بخش دے

مجھ کو اپنی خاص مغفرت سے اور مجھ پر رحم فرمائے شک تو نہ بخشنے والا
مہربان ہے۔ (بخاری و مسلم بحوالہ مشکوٰۃ جلد اول باب الدعاء فی التشہد)

مندرجہ بالا احادیث میں ہمیں صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں دُعا کرنے کا
طریقہ اور دُعا میں بتادیں۔ اب اگر اس کے بعد بھی کوئی شخص فرض نماز کے بعد دُعا
بلند کر کے دُعا مانگنا شروع کر دے یا دنیا کے بعض لوگ سر پر ہاتھ رکھ کر دُعا مانگتے
ہیں اور کچھ لوگ فرض نماز پڑھنے کے بعد علیحدہ سجدہ کر کے دُعا مانگتے ہیں تو یہ
تمام طریقے بدعت ہیں۔ کیوں کہ کسی بھی حدیث میں نبی علیہ السلام سے یہ عمل
ثابت نہیں ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر آج یہ ہاتھ اٹھا اٹھا کر فرض نماز کے بعد
اور پھر اجتماعات میں دُعا میں کیوں مانگی جاتی ہیں؟

در اصل اس کی پہلی وجہ تو لوگوں کی دین سے بے خبری اور بڑوں کی اندھی
تقلید ہے اور دوسری یہ کہ ہاتھ اٹھا کر دُعا مانگنے میں دکھا دے اور یا کا غصہ نمایاں رہتا
ہے اور شیطان اس عمل کو مزین اور پرکشش بنا کر پیش کرتا ہے پتا نہ چھ لوگوں کو یہ
انداز بہت پسند آتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ محم دیتا ہے کہ

وَإِذْ كُنَّا رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَصَرَّعًا وَخَيْفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ
مِنَ الْقَوْلِ بِالْعُدُوِّ وَالْأَصْلَاحِ

”اپنے رب کو دل میں بدل میں عاجزی اور خوف سے اور پست آواز سے
صح و دشام یا دکتے رہو“ (الاعراف - آیت نمبر ۲۵)

پھر آج کے یہ علماء غالباً اپنے آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کے
لوگوں کے مقابلے میں زیادہ پڑھا لکھا یا زیادہ دین کو سمجھنے والا خیال کرتے ہیں اور
اس وجہ سے اپنے خود ساختہ طریقے ان کو زیادہ باعث ثواب و فضیلت محسوس
ہوتے ہیں۔ پھر ان کو چند ضعیف روایات بھی مل جاتی ہیں جن کو یہ انحراف سنت

کے لئے ہجاز بناتے ہیں۔

آئیے ان روایات پر بھی ایک نظر ڈال لیں جن کی وجہ سے آج یہ امت اس بدعت میں کت پُت ہے۔

۱: انسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دعائیں اپنے ہاتھ اٹھاتے تھے کہ آپ کی انگلیوں کی سفیدی نظر آتی تھی۔

(بیہقی بحوالہ مشکوٰۃ، جلد اول)

اوپر تحریر کی گئی حدیث نمبر ۱۲ میں انسؓ ہی سے بخاری و مسلم کی متفق علیہ روایت بیان کی گئی ہے کہ ”نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی دعا میں ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے سوائے استسقاء کے“ جو راوی اس قدر واضح حدیث بیان کر رہا ہے وہ کیسے اپنی ہی حدیث کے خلاف حدیث بیان کرے گا۔ ظاہر ہے کہ یہ روایت صحیحین کے خلاف ہے اور منکر ہے۔

۲: سلمانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حیا دار ہے وہ حیا کرتا ہے جس وقت اس کا بندہ ہاتھ اٹھاتا ہے کہ ان کو خالی ہاتھ واپس لوٹا دے۔

(ترمذی، الدراؤد بحوالہ مشکوٰۃ، جلد اول)

اول تو سند کے لحاظ سے اس روایت کی مندرجہ بالا قوی روایات کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں۔ دوسرے یہ کہ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ نبی علیہ السلام نے نماز کے بعد یا ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کرنے کی کوئی ترغیب ہی ہے بلکہ یہاں تو براہ راست کی جانے والی دعا کی قبولیت پر زور دیا گیا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ایک عمل کو بہت زیادہ باریک بینی سے دیکھا کرتے تھے۔ دو ایک روایت سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ آپؐ نے کسی صحابی کے شہید ہونے پر ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی۔ مگر صحابہ کرامؓ نے ہاتھ نہ اٹھائے اسی طرح دو ایک

ضعیف روایتوں سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ آپؐ نے نفلی نماز میں ہاتھ اٹھا کر دعا کی لیکن یہ روایات غرائب میں شمار ہوتی ہیں اور ان کو قوی اور متواتر روایات کے مقابلے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ثابت کرنے کے لئے دلیل نہیں بنایا جاسکتا۔

۳: عروہؓ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے تو نہ واپس کرتے ان کو جب تک کہ پھر نہ لیتے ان کو اپنے چہرے پر۔

(ترمذی، جلد دوم، باب رفع الایدی عند الدعاء)

اس حدیث کو ترمذی نے بیان کیا ہے اور حدیث بیان کرنے کے بعد انہوں نے اس حدیث کو غریب قرار دیا ہے۔

چند ایک روایات اور بھی اسی طرح کی پیش کی گئی ہیں جو اسی طرح مستند ضعیف ہیں اور موضوع سے بہت کر ہیں۔ اور بخاری و مسلم کی روایات کے مقابلے میں ان کو دلیل نہیں بنایا جاسکتا۔

اب جبکہ یہ عمل واضح طور پر بدعت ثابت ہوتا ہے اور اس کا کرنے والا بدعتی قرار پاتا ہے تو بدعت اور بدعتی کے بارے میں شروع میں مذکور احادیث کی روشنی میں اس عمل پر پتہ لینے والے کو اپنا مقام متعین کر لینا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

خود فرمائیے بیہقی میں ایک حدیث اس طرح آتی ہے کہ

عَنْ اَبِيْ اِهْمَرَ ابْنِ مَيْسَرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مَنْ وَقَعَ صَاحِبٌ بِذَعَةٍ فَقَدْ اَعَانَ عَلٰی هٰذَا الْاِسْلَامِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعْبِ الْاَوْثَمَانِ مَرْسَلًا۔

ابراہیم بن ميسرة سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص صاحب بدعت کی تعظیم کرے اس نے اسلام کے گرانے

میں مدد کی۔ (بیہوشی بحوالہ مشکوٰۃ جلد اول باب کتابت سنت)

اس حدیث کو پڑھ کر عالمین بدعت کو گرز جانا چاہیئے۔ نبی علیہ السلام کا فرمان ہے کہ اگر کوئی شخص بدعتی کی تعظیم کرے یعنی اس کو اپنا امام بنا لے اس کے پیچھے نماز پڑھے، اس کے ساتھ ہاتھ اٹھا اٹھا کر دُعا مانگے تو گویا اس شخص کی حیثیت نبی علیہ السلام کے نزدیک اسلام کو گرا دینے والے کی ہے۔

(فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ)

یہ تمام باتیں سامنے آجانے کے بعد بھی لوگ اپنے تئیں اس عمل کو تبرک اور حصولِ ثواب کا ذریعہ سمجھتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ دُعا کرنے کا یہ طریقہ بہت فضیلت والا ہے اور جب بھی ان کی توجہ اس طرف دلائی جاتی ہے تو کہتے ہیں کہ ”ہم کوئی غلط کام تو نہیں کر رہے ہیں اللہ سے دُعا کر رہے ہیں“ اور کوئی اس طرح بھی کہتا ہے کہ ”آپ کو پتہ نہیں جب سب بل کر دُعا مانگتے ہیں تو یہ گھڑی کس قدر باعثِ فضیلت ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کس قدر برکت فرماتا ہے“

سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ بات ہم لوگوں کو کس طرح معلوم ہو جاتی ہے کہ ہمارا اپنا یا ہوا طریقہ کس قدر بابرکت ہے۔ نبی علیہ السلام تو ہر عمل اللہ کے بتانے ہوئے طریقے کے مطابق کرتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ آپ کو اس عمل کی فضیلت سے بھی آگاہ فرمادیتا تھا جس کو توئی یا فعلی حدیث کی صورت میں ہمارے لئے مشعل راہ بنادیا گیا۔ مگر آج آپ کی وفات کے چودہ سو سال بعد اس بدعت پر اصرار کرنے والے کیا دعویٰ کر رہے ہیں کہ (نعمت باللہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہاتھ اٹھا کر انفرادی اور اجتماعی دُعا کی فضیلت کے بارے میں علم ہی نہ تھا ورنہ وہ بھی (نعمت باللہ) یہی عمل کرتے جو آج ہم کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ :

الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتِمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَ

رَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا

(المائدہ-۳)

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا۔

(سورۃ المائدہ - آیت نمبر ۳)

یعنی تم لوگوں کو زندگی گزارنے کا مکمل طریقہ بتا دیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے تم کو ہر ہر عمل کی بابت متنبہ کر دیا ہے اور تمہیں زندگی کس طرح گزارنی ہے اس بارے میں شریعتِ آمداری آمدادی گئی ہے۔ اب کسی کو اس میں کسی بھی کمی بیشی کا کوئی اختیار نہیں۔

اللہ تعالیٰ مزید فرماتا ہے :

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ ۚ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ
فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ ۚ

(المائدہ-۵۷)

ترجمہ: اے نبی! تبلیغ کیجئے اس دین کی جو آپ کے رب کی طرف سے آپ پر نازل کیا گیا ہے اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ نے رسالت کا حق ادا نہ کیا۔

(سورۃ المائدہ - آیت نمبر ۶۷)

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری تھی کہ جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو وحی فرمایا تھا اس کی تبلیغ کریں اور لوگوں کو کھول کھول کر ہر عمل کے بارے میں بتادیں اور اس آیت میں یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ اگر آپ نے ایسا کیا اور کوئی عمل چھپایا گیا تو گویا حق رسالت ادا نہ ہوا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجتہ الوداع کے موقع پر سب کو گواہ بنا کر یہی بات کہی تھی کہ میں نے ہر چیز لوگوں تک پہنچادی، یعنی کوئی بھی بات خواہ عقیدے کے بارے میں ہو یا عمل کے بارے میں وہ لوگوں تک پہنچادی گئی ہے۔ اور آج جب ہمارے پاس قرآن کریم موجود ہے اور صحیح احادیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں جن میں ہمارے لئے جاگنے سے سونے تک، گھر سے نکلنے سے لے کر گھر میں داخل ہونے تک، نماز سے لے کر حج اور جہاد تک ہر ہر عمل کھل کر بیان کیا گیا ہے

اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے نبی علیہ السلام ہر کام کی ابتدا بسم اللہ
الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ سے کرتے اور آخر میں سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ
أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ پڑھا کرتے تھے۔
آج لوگ (نعموز باللہ) اللہ پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ مالک کا ننانس اس طرح ہاتھ اٹھا
مگر اور اجتماعی دُعا کرنے کا منبر اور فضیلت سے پر طریقہ آپ کو نہیں بتایا
اور اگر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ کا یہ فرمان کہ "میں نے تمہارا دین (زندگی گزارنے
کا طریقہ) مکمل کر دیا ہے" سچا ہے تو پھر (نعموز باللہ) نبی علیہ السلام پر یہ الزام لگاتے
ہیں کہ انہوں نے اللہ کا بتایا ہوا یہ طریقہ ہم تک نہیں پہنچایا اور اس کو چھپا لیا تو حیا
اس طرح (نعموز باللہ) نبی علیہ السلام نے خیانت کی اور حق رسالت ادا نہیں کیا۔
حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کسی کے دل میں اس طرح کی بات آنا تو دور کی
بات، ایک رائی کے دانے کے برابر آپ کے بارے میں بُرا خیال ہو تو ایسے
شخص پر جنت حرام ہے کیونکہ ایمان والا وہ ہوتا ہے جس کا دل اللہ اور اُس کے
رسول کی محبت سے پُر ہو۔

اب صرف اتنا عرض کرنا ہے کہ جنت صرف اور صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کی سنت کی اتباع میں ہے، اگر ہم اپنی طرف سے من مانے طریقے ایجاد
مکر کے ان پر عمل کرنا شروع کر دیں اور اس کو باعثِ ثواب سمجھیں تو پھر ہمارا
انجام یقیناً نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں میں ہرگز نہ ہوگا۔

اوپر کی طویل بحث سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ فرض نماز کے
بعد مقتدیوں کا امام کے ساتھ ہل کر اور انفرادی طور پر ہاتھ اٹھا کر دُعا مانگنا،
فرض نماز کے بعد علیحدہ علیحدہ سجدہ کرتے ہوئے دُعا مانگنا، سر پر ہاتھ رکھ کر
دُعا مانگنا، کسی بھی اجتماع کے موقع پر ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دُعا کرنا، یہ سب باتیں
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ہرگز ثابت نہیں۔ اس لئے دُعا ہے کہ

اللہ رب العزت ہمیں اور تمام پڑھنے والوں کو اس بدعت سے بچائے
اور دیگر بدعتیں جو ہم ثواب سمجھ کر کر رہے ہیں وہ ہمارے سامنے کھل کر
آجائیں تاکہ ہم ان سے بھی توبہ کر لیں۔ آمین

قارئین کرام!

قرآن و حدیث سے ایک مسئلہ طے ہو جانے کے بعد پھر کسی اور کی
رائے کی ضرورت باقی نہیں رہتی، تاہم وضاحت اور تشریح کے لئے
چند مسائل کے اکابرین کی آراء ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

۱: "جاننا چاہئے بے شک یہ دُعا مروج ہمارے زمانے میں جو فرض نمازوں
کے بعد کی جاتی ہے امام اور مقتدی ہل کر دُعا کرتے ہیں ہاتھ اٹھاتے ہیں
آمین آمین کہتے ہیں اس طرح کی دُعا نبی کے زمانے میں نہ تھی۔ ہل بعد
الفرغ دُعا کا ثبوت ہے بالشرک مگر بلا اجتماع اور بغیر ہاتھ اٹھانے"
(محدث اور شاہ کا شیری، عرف الشری، ص ۱۰۱)

۲: "یہ دُعا جو اکثر مساجد سلام پھیرنے کے بعد کرتے ہیں۔ آمین آمین کہتے
ہیں، چنانچہ عرب و عجم کے مکلوں میں رواج ہے یہ طریقہ نبی کی عادت
شریفہ سے نہیں، اور اس باب میں کوئی صحیح حدیث ثابت نہیں
ہوئی ہے"

(جناب عبدالحی محدث، ص ۱۰۱ شرح السفر)
۳: "اور ابن حجر عسقلانی نے اس کی تشریح کی ہے کہ ہاتھ اٹھا کر جمع کیا تو دُعا
کرنا بدعت ہے۔ میں احمہ کہتا ہوں ابن حجر نے جو کہا ہے وہ بالکل حق
ہے جس میں کوئی شبہ نہیں کیونکہ تشریف بدعت اس اجتماع دُعا پر
صادق آتی ہے۔ (علامہ محمد بن الحویلی، ص ۱۰۱ شرح الاشباہ والنظائر)

۴: ”یہ نبیؐ کی تعلیمات اور شریعت اسلام کی احیاء کی مروج مخالفت ہے کہ عاقل اور وظیفوں کو نماز فرض کے ساتھ اس طرح جوڑ دیا کہ دیکھنے والے یہ سمجھنے پر مجبور ہیں کہ یہ وظیفے اور دعائیں بھی گویا نماز کا جز ہیں جو امام یہ دعائیں اور وظائف سب مقتدیوں کو ساتھ لے کر نہ پڑھے اس نماز کو مکمل نہیں سمجھا جاتا بلکہ اس پر طرح طرح کے الزام لگائے جاتے ہیں“

(مفتی محمد شفیع - ص ۱۹، سنت و بدعت)

۵: ”مکروہ ہے دعائے رمضان میں آخرتہ قرآن کے موقع پر اور اس طرح اجتماعی دعائیں بھی صحابہ سے منقول نہیں۔“

(بلاذری علی ہامش ہندیہ، ص ۳۸)

۶: ”نماز سے سلام پھرنے کے بعد دعا کرنا خواہ منہ قبلہ کی جانب ہو یا مقتدیوں کی طرف، نبیؐ کے طریقہ میں ہرگز نہ تھا اور نہ اس کی نقل بتی سے اسناد صحیح یا حسن کے ساتھ آئی ہے اور نماز فجر یا عصر کے ساتھ اسکی تخفیف کرنا بھی نبیؐ کا فعل نہیں۔ نہ خلفائے راشدین کا نہ اپنی امت کو اس کی رہنمائی کی ہے۔“

(حافظ ابن القیم۔ زاد اللعاد۔ ص ۶۶، جلد ۱)

۷: ”نماز کے بعد امام اور مقتدیوں کا ہل کر دُعا کرنا بدعت ہے۔“

(ابن تیمیہ الفتاویٰ الکبریٰ، ص ۱۸۳، جلد نمبر ۱)

۸: ”کبھی نے نبیؐ سے یہ نقل نہیں کیا کہ نبیؐ اور صحابہؓ نے فرض اور سنت نمازوں کے بعد اجتماعی دُعا کی ہو۔“

(ابن تیمیہ الفتاویٰ الکبریٰ، ص ۱۹۱، جلد نمبر ۲)

۹: ”اجتماعی شکل میں دُعا مانگنے اور ذکر کرنے جس کے لئے اہل بدعت

جمع ہو کر مانگتے ہیں سلف صالحین سے منع وارد ہے۔“

(امام شاطبی۔ الاعتصام ۲۶۹، جلد ۱)

۱۰: ”قرآنی نے اجتماعی دُعا فرضوں کے بعد بدعت مکروہہ سے امام مالک کے مذہب پر ذکر کیا ہے کہ مذہب امام مالک میں دُعا اجتماعی بدعت مکروہہ ہے۔“

(امام شاطبی۔ الاعتصام ۳۳۵، جلد ۱)

۱۱: ”اور دعا اجتماعی بعد سنت کے ثابتین کے لئے کوئی دلیل نہیں، ان احادیث میں کہ ان میں نماز کے بعد دُعا کی ترغیب آئی ہو۔“

(فخر احمد عثمانی حنفی دہلوی ہندی۔ اعلیٰ السنن ۱۳۳)

۱۲: ”یہی وجہ ہے کہ نبیؐ اور صحابہؓ و تابعین اور ائمہ دین میں کسی سے یہ صورت منقول نہیں کہ نمازوں کے بعد وہ دُعا کریں اور مقتدی آئیں کہتے رہیں، خلاصہ یہ ہے کہ یہ طریقہ مروجہ قرآن کے بتائے ہوئے طریقہ دُعا کے بھی خلاف ہے۔“

(مفتی محمد شفیع دہلوی ہندی حنفی۔ احکام اللہ)

۱۳: ”الملت والجماعت کہتے ہیں ہر فعل اور قول جو کہ صحابہ کرامؓ سے ثابت نہ ہو وہ بدعت ہے کیونکہ اگر وہ فعل اور قول اچھا ہوتا صحابہ کرامؓ ضرور کرتے کیونکہ انہوں نے کوئی خیر اور نیکی کے کام نہیں چھوڑے ہیں۔“

(تفسیر ابن کثیر، ص ۱۵۶، جلد نمبر ۱)

۱۴: ”اور پہلا مقدمہ یہ ہے کہ یہ اجتماعی طریقہ دُعا میں خلاف سنت نبویؐ

—

(نقیب احمد باطنی، شانہ عشرہ)

۱۵: ”اور اس طرح کہا جانے لگا ہر اس آدمی کو جو عبادت بدنی خالص میں کوئی

ایسی صفت پیدا کرے جو زمانہ صحابہ میں نہ ہو (یعنی اس کو بدعت و حدیث کہا جائے گا)۔

(محافظ ابن دقیق العید، مجالس ابرار - ص ۱۳۳)

۱۶: "ابن ماثون کہتے ہیں کہ میں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے سنا فرماتے تھے کہ جس نے اسلام میں کوئی بدعت نکالی جس کو وہ بھلائی سمجھتا ہے تو گویا اس نے بدگمان کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ادائی رسالت میں نیابت کی ہے۔"

(الاختصاص - جلد ۱)

۱۷: "یقیناً اہل بدعت گمراہی والے ہیں اور ان کا ٹھکانہ میں دوزخ ہی میں خیال کرتا ہوں۔"

(ابن تلبہ ناہی - الاختصاص - جلد ۱)

۱۸: "یہی ابن کثیر نے کہا ہے کہ جب تمہاری بدعتی سے ملاقات ہو تو اس کا راستہ چھوڑ کر دوسرے راستے کو چل۔"

(الاختصاص - جلد ۱)

۱۹: "ابو یوسف نے نہرایا کہ بدعت کرنے والے کے پیچھے نماز پڑھنا درست نہیں۔"

(اکبر ملا علی قاری - ص ۵)

۲۰: "احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ اہل بدعت میں کسی کے پیچھے نماز نہ پڑھے۔ (آگے لکھتے ہیں) امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ بدعت والے کے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز سمجھتے تھے اور اسی طرح امام ابو یوسف سے روایت ہے۔"

(عمدہ القاری شرح بخاری بدرالدین الحنفی جلد ۲۳۲)

۲۱: "بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔" (رشید احمد گویا دہلوی، قادیانی رشیدیہ - ص ۲۹۹)

بحوالہ

التحقیق الحسنی فی فنی دعاء الاجتہاد بعد الفرائض والسنن

حکیم مولوی عابد الدین - ثوب - بلوچستان

قارئین کرام! گذشتہ طویل بحث سے یہ بات بخوبی ثابت ہو چکی ہے کہ ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دُعا سنانے استغناء کی نماز کے چونکہ کسی اور موقع پر اللہ کے آخری رسول کی سنت سے ثابت نہیں لہذا بدعت ہے اور خاص طور پر نماز کے بعد تو نبی کا معمول اللہ کا ذکر اور اس کی تعریف بیان کرنا تھا۔ لہذا اگر ہم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا دعویٰ رکھتے ہیں تو ہمیں ہر عبادت نبی کے طریقہ پر ہی کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ

ترجمہ: "اے ایمان والو اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور اپنے اعمال برباد نہ کرو۔" (سورۃ محمد - آیت ۳۳)

یعنی اگر ہمارا کوئی عمل ایسا ہو جس میں ہم نے اللہ اور اس رسول کے بتائے ہوئے طریقے سے ہٹ کر کوئی طریقہ اختیار کیا تو پھر اللہ کے ارشاد کے مطابق ہمارا وہ عمل برباد اور ضائع ہو جائے گا اور اس کا ہمیں کوئی اجر نہیں ملے گا۔ اللہ کے نزدیک

بڑا مجرم ہے وہ شخص جو اللہ کا حکم اور اس کے نبی کی سنت سامنے آجانے کے بعد اس سے منہ پھیرے اور کوئی دوسرا طریقہ اختیار کرے جو کہ اس کا یا دوسرے لوگوں کا ایجاد کردہ ہو۔ اللہ تعالیٰ سزا مانتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَوَلَّوْا عَنَّهُ وَ أَنْتُمْ تَسْمَعُونَ (سورۃ انفال - آیت ۲۰)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اس سے منہ نہ موڑو جبکہ تم اس کا حکم سن رہے ہو۔ مقصد یہ کہ اللہ اور اس کے رسول کا حکم سامنے آجانے کے بعد ایمان کے دعویداروں کو یہ زب نہیں دیتا کہ وہ اس سے منہ موڑ کر کسی اور طریقہ کو اپنائیں۔ اللہ نے اہل ایمان کا انداز تو یہ بتایا ہے کہ:

إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (سورۃ نور ۵۱)

ترجمہ: یقیناً مومنین کی بات تو یہ ہوتی چاہیے کہ جب ان کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلا جاتا ہے تاکہ وہ ان کے معاملات کا فیصلہ کر دیں تو یہ کہیں کہ ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی اور ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ بلکہ یہ انداز تو اللہ نے منافقین کا بتایا ہے کہ ”جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کی طرف بلا جاتا ہے تو وہ کئی کھراتے ہیں“ (النساء - ۶۱) لہذا قرآن و سنت کی روشنی میں ہمیں اپنے عقائد و اعمال کا جائزہ لینا چاہیے اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کو اپنی زندگی کا محور بنانا چاہیے۔ ذیل میں مختصر چند اور مشہور بدعات کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے جنہیں آج ثواب سمجھ کر کیا جا رہا ہے لیکن وہ سنت رسول کے خلاف ہونے کی وجہ سے ثواب کے نہیں بلکہ گناہ کے کام ہیں۔

دانسے دار ملا پر۔ بیچ پڑھنا۔ بننے سے ہمیشہ اپنی انگلیوں پر تسبیح کو شاکر کیا اور صحابہ کو بھی یہی تعلیم دی کہ انگلیوں پر تسبیح کو شاکر کیا کر دیکر نہ کہ قیامت کے دن انگلیاں

گواہی دیں گی۔ (سنن ابی داؤد) نبی دلہنے ہاتھ کی انگلیوں پر تسبیح کو شاکر کیا کرتے تھے۔ (سنن ابی داؤد) نبی اور صحابہ سے کسی حدیث میں یہ ثابت نہیں کہ آپ نے دانبدل ملا پر تسبیح شاکر کیا ہو، لیکن آج یہ بدعت دینداری کا مظہر بنی ہوئی ہے۔ عبد اللہ بن مسعود نے تو ایک یہودی عورت کے ہاتھ میں اسی قسم کی ملا دیکھی تو انہوں نے اسے توڑ دیا تھا۔

اذان سے پہلے یا بعد میں صلوٰۃ و سلام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مؤذنین بلال، عبد اللہ بن ام مکتوم اور ابو مخزومہ رضی اللہ عنہم کو جواذان تعلیم فرمائی اور جسے وہ زندگی بھر دیتے رہے وہ اللہ اکبر سے شروع ہوتی تھی اور لا الہ الا اللہ پر ختم ہوتی تھی۔ انہوں نے کسی بھی اذان سے پہلے یا بعد میں صلوٰۃ و سلام نہیں پڑھا حالانکہ صحابہ بنی سے سب زیادہ محبت کرنے والے تھے لیکن آج اذان سے پہلے اور بعد میں صلوٰۃ و سلام پڑھنے کی بدعت ایجاد کر لی گئی ہے اور وہ بھی نیا الفاطہ نبی کو کہا جاتا ہے جو کہ سراسر شرک ہے۔

عید میلاد النبی

اللہ کے نبی نے صحابہ کو دو عیدیں بتائیں لیکن آج عید ”عید میلاد النبی“ ایجاد کر لی گئی ہے جو کہ نہ نبی نے اپنی ساری زندگی میں منائی اور نہ صحابہ نے ہی منائی جو کہ نبی سے پہلی محبت کرنے والے تھے لیکن آج حشیش رسول کے نام سے یہ بدعت بھی زور شور سے شروع کر دی گئی ہے۔ گلیاں سجائی جاتی ہیں اور بولس بنگلے جاتے ہیں اور پھر شش گاہے پچیس پچاس جاتی ہیں جن میں نبی کو اللہ سے ملا دیا جاتا ہے، گویا صحابہ تو اس محبت سے محروم ہی چلے گئے۔

وضو اور نماز روزہ وغیرہ میں بدعات

دوسری گروں کا تسبیح کسی بھی حدیث سے ثابت نہیں ہے لیکن اسے بھی دوسرا تسبیح کر کہا جاتا ہے جبکہ یہ منہ بدعت ہے۔ اس کے علاوہ نماز کی نیت روزہ کی نیت کے الفاظ آج گھڑیلے گئے ہیں جبکہ نبی اور صحابہ سے کسی بھی عبادت

کی نیت زبان سے کرنا ثابت نہیں، بلکہ نیت تو دل کے ارادے کا نام ہے، جیسا دل میں ارادہ ہوگا اس کے مطابق ہمارے اعمال کا اللہ کے نزدیک معاملہ ہوگا۔ نبیؐ نے تو بتایا ہے کہ ہر عمل کا دار و مدار نیت پر ہے (صحیح بخاری) جبکہ آج صرف روزہ، نماز اور دو تین اور عبادتوں کی تو نیت زبان سے کی جاتی ہے اور باقی سینکڑوں کام بغیر زبان سے نیت کیئے انجام دیئے جاتے ہیں۔ جبکہ زبان سے نیت کرنا بدعت ہے۔

مروجہ قرآن خوانی

آج ایک بدعت یہ بھی زور و شور سے جاری ہے کہ اجتماعی طور پر لوگ بغیر کچھ سمجھے قرآن کی تلاوت کرتے ہیں اور اسے قرآن خوانی کا نام دیا جاتا ہے، حالانکہ نبیؐ نے ایسا کبھی نہیں کیا بلکہ قرآن وحدیث کا درس ہوتا تھا جس میں قرآنی آیات کی تشریح بیان کی جاتی تھی، بتایا جاتا تھا کہ اللہ تعالیٰ قرآن میں ہم سے کیا تقاضا کرتا ہے۔ یہ نہیں تھا کہ پڑھا اور بغیر کچھ سمجھے اٹھ گئے۔ اور آج اکثر اس مروجہ قرآن خوانی کا مقصد مردوں کو ثواب پہنچانا ہوتا ہے، جبکہ قرآن وحدیث میں ایصالِ ثواب کا کوئی تصور ہی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ ”انسان کو وہی ملے گا جو اس نے خود کیا ہوگا۔“ (سورہ النجم۔ آیت نمبر ۳۸-۳۹) اسی طرح مروجہ فاتحہ خوانی کا بھی نبی علیہ السلام اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے کوئی ثبوت نہیں ملتا لہذا یہ بھی بدعت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بدعات و گمراہی سے بچائے اور سنت کا متبع بنائے۔ آمین

آخر میں یہ بھی واضح کرنا ہے کہ یہ کتابچہ صرف اور صرف اللہ کی رضا کیلئے اور اُسی سے اجر کی امید رکھتے ہوئے لوگوں کے ایمان و عمل کی اصلاح کے لئے مرتب کیا گیا ہے اس کی کوئی قیمت نہیں ہے کوئی اور اس مقصد کیلئے اس کو چھپوا کر تقسیم کرنا چاہے تو اس کی اجازت ہے۔